سفیدی ہو کر کیا کرے گی اور برتن قلعی ہو کر کیا ہوں گے۔ ہزاری مل کمبخت تو ایسا بیمروت ہو گیا ہے کہ ہر روز تقاضے کو اُس کا آدمی دروازہ پر کھڑا رہتا ہے اور قرض کیونکر دیگا؟

محمد کامل کی ماں یہ سُن کر سرد ہو گئی اور سرد ہونے کی بات تھی میاں جس دن سے لاہور گئے پھر کر گھر کی شکل نہ دیکھی۔ چھٹے چھینے بیسویں دن جی میں آگیا تو کچھ بھیجدیا ورنہ کچھ واسطہ نہیں۔ محمد عاقل ماں سے الگ ہو ہی چکا تھا۔ صرف محمّد کامل کا دم گھر میں تھا۔ اس کے گئے پیچھے مطلع صاف تھا۔

محمّد کامل کی ماں نے ماما سے پوچھا۔ اری سچ بتا۔ تمیزدار بہو ضرور جائیں گی؟

ماما بولی۔ بیوی! جانے نہ جانے کی تو خدا جانے۔ جو سُنا تھا سو کہدیا۔

محمّد کامل کی ماں نے پوچھا۔ اری کمبخت اکس سے سُنا کیونکر معلوم ہوا؟

ماما بولی۔ سُننے کی جو پوچھو تو کفایت نسا سے میں نے دو روپے قرض مانگے تھے اُس نے کہا "میں دیے تو دیتی ہوں لیکن پہاڑ پر جانے والی ہوں"۔ تب میں نے اُس سے حال پوچھا۔ اُس سے معلوم ہوا کہ سب بات ٹھیک ٹھاک ہو چکی ہے بس اتنی دیر ہے کہ تحصیلدار آئیں۔ عید کی صبح کو یہ سب لوگ روانہ ہو جائیں گے۔ اور سُننے پر کیا منحصر ہے۔ خدا کو دیکھا نہیں تو عقل سے پہچانا ہے۔ بیوی! کیا تم کو تمیزدار بہو کے ڈھنگوں سے

UNIVERSITÄTS-BIBLIOTHEK HEIDELBERG

http://digi.ub.uni-heidelberg.de/diglit/ahmad1949/0099

© Universitätsbibliothek Heidelberg

gefördert durch die DFG